ہمارے بچے انتہا پسند ہو گئے ہیں؟

تحریر: سہیل احمد لون

امریکہ نے افغانستان میں دس ٹن وزنی "بموں کی ماں" گرائی جس کے بعد پاکستان میں اپریل میں ہی جون جولائی جیسا موسم ہو گیا۔ ہمارے ہاں گرمی اور لوڈشیڈنگ کا قلب اور نبض والا رشتہ ہے جتنی شدت سے گرمی بڑھے گی اسی شدت سے لوڈشیڈنگ کا دورانیہ بھی بڑھتا جائے گا۔ 2013ء کی انتخابی مہم کے دوران لوڈشیڈنگ چھ ماہ میں ختم کرنے کے بلند و بانگ دعوے وقت آنے پر ساتویں آسمان پر پرواز کر گئے۔ بجلی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے غریب عوام پر میڈیا سنسنی خیز خبروں کی صورت میں "بجلیاں" گراتا رہتا ہے۔ ایسی خبریں جن سے ملک و قوم کی ایسی تصویر دنیا کے سامنے آئے جس سے ریاستی اداروں کی کمزوری عیاں ہوئی اور یہ بہت فکر مند کر دینے والی بات ہے۔ گذشتہ چند دنوں میں دو ایسے واقعات پیش آئے ہیں جن میں ایک چیز مشترک ہے کہ لوگوں نے الزام بھی خود لگایا، عدالت لگا کر فیصلہ بھی خود کیا اور سزا بھی خود تجویز کر کے سر عام عمل درآمد بھی کر دیا۔ پہلا واقعہ سیالکوٹ کے علاقے رنگ پورہ میں پیش آیا جہاں چاند نامی ایک شخص کو بھرے بازار میں بجلی کے کھمبے سے باندھ کر تشدد کا نشانہ بنایا۔ دکان کے قبضہ کے جھگڑے میں چاند نے فائر کیا جس سے ایک شخص ہلاک ہو گیا اس کے بعد مقتول کے رشتے داروں نے اسے پکڑ لیا اور کھمبے سے باندھ کر اپنی عدالت لگا لی۔ پولیس حسب معمول "افسر ٹائم" پر پہنچی سوشل میڈیا پر ویڈیو وائرل ہوئی تو نجی ٹی وی چینلز نے خبر نشر کرنا شروع کر دی تو حکام کو کیس کی تحقیقات کرنے کا خیال آیا۔ یہ ایک الگ داستان ہے کہ بات اس نہج تک کیوں پہنچی کہ چاند گولی چلانے پر مجبور ہو گیا۔ اسباب اور محرکات ہمیشہ نتائج اخذ کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں اگر ایمانداری سے تحقیقات کر کے اسباب و محرکات جان لیے جائیں تو ایسی نامناسب حالات میں بہت کمی آ سکتی ہے۔ چاند زندگی بھر کی جمع پونجی دے کر بھی دکان کا قبضہ نہ لے سکا بلکہ اس کو با اثر افراد نے کئی مقدمات میں الجھا دیا تو وہ قانون و انصاف کے تمام اداروں سے دل برداشتہ ہو کر خود عدالت لگانے کا فیصلہ کرتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس سے سرزد ہونے والے جرم کی عدالت کوئی اور لگا لیتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایسی عدالتیں نسل در نسل لگتی ہیں اور اس میں کئی کئی نسلیں تباہ بھی ہو چکی ہیں۔

دوسرا واقعہ مردان میں ولی خان یونیورسٹی میں پیش آیا جہاں مشعل خان نامی ایم اے کے طالب علم کو وحشیانہ تشدد کر کے قتل کر دیا گیا اور اس کی لاش کے ساتھ بھی غیر انسانی سلوک کیا گیا۔ مشعل خان کا کیس اس لحاظ سے انتہائی حساس ہے کہ اس پر الزام یہ تھا کہ اس نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ پاکستان میں توہین رسالت کا باقاعدہ قانون موجود ہے جس پر تمام مکتبہ فکر اور فرقوں کے لوگ متفق بھی ہیں کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا موت ہے۔ پاکستان میں تقریباً 98 فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے اور یہاں کے لوگ مذہبی معاملات میں بہت جذباتیت اور جنونیت رکھتے ہیں۔ اللہ اور اس کے محبوب نبی کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں نہ ہوں مگر اللہ اور رسول ﷺ کے عشق میں جان دینے اور جان لینے میں دیر نہیں لگاتے۔ خصوصاً کسی کی جان لینے کا معاملہ آئے تو "ثواب" کمانے کے لیے سزا دینے کے لیے الزام کی

تصدیق کرنے کا خیال بھی دل سے نکال دیتے ہیں۔ جہاں برسر اقتدار سیاسی جماعت کے گورنر کو بھی قانون نافذ کرنے والے اداروں کے سامنے پیش کرنے کی بجائے عوامی عدالت میں سزا دے کر "ثواب" کمایا گیا ہو تو ایک عام انسان بھلا یہ کیسے جرات کر سکتا کہ وہ توہین مذہب یا توہین رسالت کا سوچ بھی سکے۔ اگر کسی شخص کی ذہنی حالت اتنی خراب ہو جائے تو اس کے لیے ریاستی ادارے ہیں ان کا کام ہے کہ معاملات اپنے ہاتھ میں لے کر انصاف کے تقاضے پورے کرے تا کہ عوامی عدالت لگنے کی نوبت نہ آئے۔ اب تک کے ہونے والے متعدد واقعات میں اکثر توہین مذہب ثابت نہیں ہوئی مگر کسی نے اپنے ذاتی رنجش نکالنے کے لیے یا بدلہ لینے کے لیے محض توہین مذہب کا الزام لگا دیا جس کے بعد سزا دے کر "ثواب" کمانے ایسے لوگ پہنچ جاتے ہیں جن کے اپنے اعمال پر انسانیت بھی شرمندہ ہوتی ہے۔ ہم جذباتی قوم ہیں اور بیشتر اہم فیصلوں میں عقل سے زیادہ جذبات کو استعمال کرتے ہیں۔ بعض اوقات نہایت تعلیم یافتہ افراد بھی ایسی توہمات اور فکری مغالطّوں میں مبتلا نظر آتے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اکیسویں صدی میں رہ رہے ہیں یا بارھویں میں۔ حکمران طبقے کی یہ ذمہ داری بنتی ہے قوم کو جذباتیت سے نکال کر عقلی بنیادوں پر فیصلے کرنے کا شعور پیدا کرے۔ ایسے حالات میں اہل فکر او دانش ور حضرات کو بھی اگر خاموش کر دیا جائے گا تو قوم فکری گھٹن کا شکار ہو جائے گی۔ ان کا فرض ہے کہ اگر قوم اور ملک جذبات کی آگ میں جل رہے ہیں تو اس آگ کو بجھانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ جب تک عوام کو ریاستی اداروں سے انصاف وعدل کی فوری امید نظر نہیں آئے گی اس وقت تک ایسے واقعات رونما ہوتے رہے گے۔ خیبر پختون خواہ کی پولیس اور عدالتی نظام کے لیے مشعل خان کا کیس ایک ٹمس ٹیسٹ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ حساس ترین ایشو پر اس کیس کی جوڈیشل کمیشن بنا کر تحقیقات کروانے کا حکم نامہ تو جاری کر دیا گیا ہے اب دیکھنا یہ کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ توہین مذہب کے اس قانون میں جب تک ایسے ترمیم نہیں کی جاتی جس سے توہین مذہب یا توہین رسالت ﷺ کا جھوٹا الزام لگانے والے کو بھی وہی سزا دی جائے جو توہین مذہب کرنے والے کو دی جاتی ہے اتنی دیر تک ایسے واقعات ہوتے رہیں گے۔ آپ ﷺ کی حرمت پر جان نثار کرنے والے آپ ﷺ کی حرمت پر کسی پر جھوٹا الزام لگانے والے پر بھی وہی قانون بنانے میں دیر نہیں لگانی چاہیے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بھی عوام الناس کو اپنے فیصلوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ سستا اور فوری ناصاف فراہم کر رہے ہیں ورنہ عوامی عدالتیں ایسے ہی اپنا فیصلہ سنا کر سڑکوں اور چوراہوں پر عبرت ناک سزائیں دیتے رہیں گی۔

مردان یونیورسٹی میں ہونیوالے خوفناک اور ہولناک سانحے میں میرے لیے یہ بات انتہائی پریشان کن ہے کہ جو کام کل تک طالبان کرتے تھے اور ہم انہیں غیر مہذب اور غیر تعلیم یافتہ کہہ کر دنیا کے سامنے اپنا چہرہ صاف کرنے کی کوشش کرتے تھے مردان یونیورسٹی میں ہونے والے واقعہ نے ہمارے سابق بیانیہ کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا ہے کیونکہ یہ بربریت تو اُن کے طرف سے دیکھنے کو ملی ہے جنہوں نے سال یا چھ ماہ بعد سماج میں جا کر خدمات دینی تھیں۔ اگر ہماری یونیورسٹیاں بھی یہی سب کچھ سکھا رہی ہیں تو پھر ہم سب کا اللہ ہی حافظ ہے۔ مشعال دنیا سے چلا گیا وہ ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اب اُس گھر میں صرف ایک بیٹی ہے۔ ایک لمحے کیلئے سب اہلِ اولاد آنکھیں بند کر کے اُس منظر کو آنکھوں کے سامنے لائیں جب مشعال خان کو سنگسار کیا جا رہا ہے اور پھر سوچیں کہ جانے والا مشعال نہیں آپ کا اپنا بچہ ہے تو یقیناً آپ کی کیفیت کچھ اور ہوگی۔ مذہبی جماعتوں کا موقف اس پر انتہائی عجیب وغریب ہے۔ ایک طرف تو وہ لبرل، شوشلسٹوں، کمیونسٹوں اور قوم

پرستوں کو مسلمان ماننے کیلئے تیار نہیں اور دوسری طرف ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے جن کے نام لے رہے ہیں وہ لبرل یا سوشلسٹ ہیں۔ قاتل کوئی بھی ہو قتل کی غیر جانبدار تحقیقات اور مجرم جو بھی ہو عوام کے سامنے آنا چاہیے۔ یہ تحریک انصاف اور عمران خان کیلئے ٹیسٹ کیس ہے کیونکہ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کہیں ہمارے بچے بھی تو اسی انتہا پسندی کا شکار نہیں ہو گئے جس سے بچنے کیلئے افواج پاکستان ایک طویل جنگ میں برسرِ پیکار ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

15-04-2017